International Research Journal of Religious Studies, Vol.:3, Issue: 02,July-Dec 2023 PP: 260-271

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

تبلیغی واشاعتی ذرائع میں خواتین کی پاسبانی تخصیص: سامی ادیان کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

WOMEN'S ORDINATION IN THE PROPAGATION:A RESEARCH STUDY IN THE CONTEXT OF SEMITIC RELIGIONS

Saba Yousuf
PhD scholar , Department of Islamic Studies, The University of Lahore.
Email : *Sabayousaf@gmail.com*
https://orcid.org/0009-0009-4127-2430

Dr. Abdul Rashid Qadri
Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies,The University of Lahore, Lahore, Punjab, Pakistan.
Email: *drirrc2010@gmail.com*
https://orcid.org/0000-0001-9765-2272

Abstract

Religious scholars, rabbis, priests, monks, mystics, kings and generals participated in the preaching and Spread out of Judaism, Christianity and Islam but the Prophecy is the key source of the propagation of the Semitic religions. A large number of Women followed and supported their religious founders and thus they played an important role in the spread of religions in every age. The question mark of their regular and front foot involvement in the above sources is a contemporary issue and there is a debate on the justification of Women's Ordination in the West. One side maintains that the Women's Ordination in the Church was existed twelve centuries ago as it can be seen in theological, papal and episcopal documents of the time. According to them the rites for above ordinations have survived, while the other absolutely denies it. The literally definition of Ordination tells us that women were ordained into several ministries. In the early age of Christianity, ordination was known a ceremony or process by which one was moved to any new ordo i.e ministry in the community. Jewish and Christian conservatives have never been in favor of it and the Catholic Church has never legitimized it, while the Protestant denominations regulate it and appoint the women on religious positions. It has always been permissible for a female imam to lead

CC BY

the prayers of Muslim women. The liberal class in the Muslim Ummah, intimidated by the West, is raising this issue. A large majority of Muslim scholars are not in favor of women leading in such a way that men and women line up behind a woman in prayer.

***Key Words**: Islam, Prophecy, propagation, Semitic religions, theological, papal, Episcopal, Ordination, Jewish, Christian, conservatives, Catholic Church, Protestant, Muslim Ummah.*

موضوع کا تعارف:

سامی ادیان میں نبوت تبلیغ واشاعت کا بنیادی ذریعہ رہا ہے جس سے اولین انسان حضرت آدمؑ مشرف فرمائے گئے۔ حضرت حواؑ نے زندگی بھر آپؑ کا ساتھ نبھایا اسی طرح انبیاء ورسل کی دعوت وتبلیغ میں اہل بیت خواتین معاون رہیں۔ حضرت نوحؑ کے بیٹے حضرت سام کی اولاد سے حضرت ابراہیمؑ جلیل القدر نبی گذرے ہیں۔ آپؑ کی اولاد میں تین ادیان یہودیت، مسیحیت اور اسلام رائج ہوئے جن کی نوع انسانی کی اکثریت نے تابع داری کی اور یوں آپؑ انسانیت کے امام تسلیم کیے گئے۔ یہودیت اسرائیلی انبیاء ورسل علیہم السلام کی مسلسل بعثت کی وجہ سے تمام عالم میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ مسیحیت حضرت مسیح علیہ السلام سے منسوب عالمگیر دین ہے جس کی تبلیغ واشاعت اپنے منبع ارضِ مقدس سے بذریعہ یورپ اقوام عالم تک ہوئی۔ دین اسلام تبلیغ واشاعت میں مسیحیت کی طرح نام رکھتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے پلوٹھے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ آپؑ کی دوسری بیوی حضرت ہاجرہؑ کے بطن سے تھے۔ بنو اسمٰعیل میں طویل عرصے کے بعد خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ مبعوث کیے گئے۔

تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ عالم میں بے شمار خواتین ایسی گذری ہیں جنہوں نے عقائد و نظریات کی تبلیغ کی اگرچہ ان کے تبلیغی واشاعتی ذرائع مختلف تھے۔ یہودیت کی اشاعت وتبلیغ میں خواتین کے کردار کی اہمیت کو یوسف ظفر یوں بیان کرتے ہیں:

تالمود نے یہود کے گھروں کو اتنا آسودہ کر دیا کہ بیویاں مذہبی عقائد میں اپنے شوہر سے بازی لے گئی۔ اپنے مذہب کے لیے ایثار کرتے ہوئے اس نے کبھی سوچنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ چنانچہ یہودیت کے قیام کے لیے یہودی عورت نے وہ کردار ادا کیا جو شاید دنیا میں کسی قوم کی عورت نے ادا کیا ہو۔ [1]

یورپ میں یہودی جلاوطن ہو کر پہنچے اسی طرح وہاں قرون وسطیٰ میں مسیحیت تیزی سے پھیلی جس میں خواتین نے نمایاں کردار ادا کیا۔ حضرت مریم علیہا السلام حضرت مسیح علیہ السلام کی پاکدامن کنواری ماں ہیں جن کے نام پر قرآن کریم کی ایک سورت مریم بھی ہے۔ آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مسیحی عبادت خانے میں باقاعدہ سسٹرز کی خدمات کی بنیاد پڑی۔ آپ علیہ السلام کے نبی بیٹے کے انکار یا اقرار کی وجہ سے بنو اسرائیل یہودیت و مسیحیت میں بٹ گئے جنہیں قرآن کریم میں اہل کتاب کہا گیا آزمائش کے دور میں ایمانداروں کی طرف سے مسیحی رہبانیت انہی ماں بیٹے کے حالات زندگی سے متاثر ہو کر اختیار کی گئی۔ عصرِ حاضر میں مغرب میں دینِ اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے جس میں خواتین کی کاوشیں نمایاں ہیں۔

دین اسلام میں نبوت ورسالت کو دینی اشاعت و تبلیغ میں بنیادی ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث فرمائے گئے تمام انبیاء ورسل معصوم عن الخطاء ہیں اور مسلمان کسی بھی نبی یا رسول کی اہانت کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ دینِ اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کے بعد تمام مخلوق میں اس منصب کو شان حاصل ہے اور اس منصب جلیلہ پر صرف مرد فائز کیے گئے ہیں اور اس طرح باقی ادیان کی تعلیمات میں پایا جانے والا ابہام اسلام میں نہیں ملتا۔ اسلام میں سچے نبی اور نبوت کے جھوٹے دعویدار میں امتیاز زیادہ واضح ہے اس لیے اسلام کو اس دینی تبلیغ واشاعت کے ذریعہ کے بارے میں عقائد میں فوقیت حاصل ہے۔

پاسبانی تخصیص کا نظریہ:

اہلِ کتاب عبادات اور مذہبی رسومات میں ترسیم کے لیے "Ordination" یعنی پاسبانی تخصیص کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں جو شریعتِ اسلامیہ میں علمائے کرام کی امامت وخطابت وغیرہ کے مترادف کے طور پر لی جاتی ہے۔ پاسبانی تخصیص بائبلی طریقہ ہے جس کی علامات سر پر تیل گرانا، مسح کرنا اور پھر بپتسمہ دینا رہی ہیں۔ عصر حاضر میں یہ تخصیص مسیحیت کی پہچان بن کر ابھری ہے جس میں کلیسائی قیادت کے خواہش مند لوگوں کو مسیحی جماعت کے روبرو کلیسیائی عہدیداروں کے اس شخص کے سر پر ہاتھ رکھنے کے ذریعے سے مخصوص کیا جاتا ہے۔[2] اس کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے:

"Ordination is the act by which the Church recognizes, confirms and commissions. It is a public acknowledgement and authorization, a spiritual process and an occasion of blessing. There is more of ambiguity here than may safely be attributed to the necessary mysteries of Christian faith. "[3]

"پاسبانی تخصیص ایک ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے کلیسا کو تسلیم کیا گیا، اس کی تصدیق بھی کی گئی اور وہ کمیشن بنتا ہے۔ یہ ایک عوامی اعتراف کا اور بااختیار مرتبہ ہے، یہ روحانی عمل اور نعمت کا ایک موقعہ ہے۔ کہیں زیادہ بے چینی سے محفوظ طور پر مسیحی عقائد کے لازمی احکام کو اس سے منسوب کیا جا سکتا ہے"۔

اہل کتاب میں خواتین کی پاسبانی تخصیص کی بنیادیں تلاش کی جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ دبورہ نبیہ یہودیت میں ایک خاتون نبی گذری ہیں۔ لفیدوت کی یہ نبیہ بیوی دور قضاۃ میں افرائیم کے کوہستانی ملک میں رامہ اور بیت ایل کے درمیان بنی اسرائیل کا انصاف کیا کرتی تھی[4]۔ پروٹسٹنٹ میں پاسبانی عہدہ کے لیے تخصیص کا عمل ایک خاص رسم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کو خدا نے بلایا ہے، اس نے باقاعدہ مسیحی دینیات میں تعلیم وتربیت حاصل کی ہے، پاسبانی عہدے پر فائز ہو کر وہ کلیسا میں ہونے والی مقدس تقریبات، بپتسمہ اور عبادات کے اجتماع کو ادا کرا سکتا ہے اور نکاح اور جنازہ کی رسومات ادا کر سکتا ہے۔ تخصیص کے بعد مقامی کلیسا یا جہاں ضرورت ہو اس کا تقرر کیا جاتا ہے۔ پروٹسٹنٹ کے انگلیکن اور لوتھری مکاتب میں تخصیص کا عمل بشپ صاحبان سرانجام دیتے ہیں جبکہ ریفارمڈ، پریسبٹرین اور اصطباغی کلیساؤں میں پادری صدور اور کلیسائی بزرگوں کی مجلس تخصیصی عمل سر

انجام دیتی ہے۔

خواتین کی پاسبانی تخصیص اور یہودیت:

یہودیت میں کہانت دینی تبلیغ واشاعت اور مذہبی رسومات کی ادائیگی کا ایک اہم اور مثبت ذریعہ رہا ہے۔ جو بنو لاوی کے لئے بلند اعزاز تھا جو بالآخر حضرت ہارونؑ کی اولاد کے حصے میں آیا۔ عین دور کی ایک عورت کے ذریعے پہلے اسرائیلی بادشاہ ساؤل نے حضرت سموئیلؑ سے مکاشفانہ ملاقات کرکے فلستیوں کے مقابلے پر کامرانی اور اپنی بادشاہی بچانے کی شفاعت چاہی۔5 فال گیری کرنے والی اس خاتون کا جن آشنا تھا اور اس نے اپنے عملیات ڈرتے ڈرتے کیے تھے کیونکہ بادشاہ نے ایسی عورتوں کو پہلے ہلاک کرادیا تھا۔

یہودیت میں اہل علم نے تبلیغ واشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔ کرد خاتون اسیناتھ بارزانی (1590 تا 1670) یہودی تاریخ کی پہلی خاتون ربی بنیں۔ 1930ء میں نجی طور پر رجینا جونز جرمنی میں پہلی خاتون ربی بنیں اور پھر وہ 1942ء میں پاسٹر قونصلر اور مبلغہ بن گئیں۔ Sally Priesand 1972ء میں پہلی امریکی ربی بنیں۔ ری کنسٹرکشنسٹ یہودیت میں پہلی ربی Sandy Eisenberg Sasso بنیں۔ برطانیہ میں Jackie Tabick ربی بنیں جن کا بچہ بھی تھا۔ امریکی قدامت پسند کانگریگیشن میں Linda Joy Holtzman نے پیش ربی کے فرائض سرانجام دیے۔ Joan Friedman کینیڈا میں اولین ربی بنیں ان سے پہلے Elyse Goldstein اسسٹنٹ ربی رہ چکی تھیں۔

1971ء میں پیشہ وارانہ پس منظر کی حامل تیرہ نوجوان خواتین نے Ezrat Nashim کے نام سے گوشہ خواتین بنایا۔ انہوں نے صنفی امتیاز کی یہودی تاریخ کے خاتمے اور ربی تعلیم وتربیت کے مدارس میں داخلے نیز خواتین کے لیے پاسبانی تخصیص کے مطالبے پر بن بلائے ربی اجتماعات میں شامل ہونے لگیں۔ انہوں نے اپنے مطالبات منوا کے ہی دم لیا۔ 1983ء میں فیکلٹی کے اساتذہ نے پاسبانی تخصیص کے باقاعدہ پروگرام میں خواتین کو قبول کرنے کے حق میں ووٹ دیا جس کے ایک سال بعد ایمی آئلبرگ Amy Eilberg یہودی تھیلوجیکل سیمینری میں پاسبانی تخصیص حاصل کرنے والی پہلی خاتون بن گئیں۔[6]

اسرائیل کی مملکت کے قیام نے یہودی قدامت پسندوں کو لچک اختیار کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ جب اوپن سوسائٹی نے خواتین کے لیے زندگی کے مختلف گوشوں میں آزاد فضا بنادی تو کئی خواتین نے ربی بننے کی پاسبانی تخصیص کی راہ تلاش کی۔ 1972ء میں پہلی بار اصلاحی تحریک نے ایک عورت سیلی پریسیند Sally Preisand کو پاسبانی تخصیص تفویض کی۔ اسی طرح کینیڈا کی جماعت نے ٹورنٹو میں ہولی بلاسم ٹیمپل کے لیے ایلیس گولڈ اسٹین Elyse Goldstein ایک خاتون ربی کی خدمات حاصل کیں۔7 علمائے اسلام کی غالب اکثریت اس کے جواز کے حق میں نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی تربیت اور عبادت الٰہی میں رغبت اور شوق پیدا کرنے کے لئے اگر عورتیں جمع ہو کر باجماعت نماز ادا کریں تو اجازت ہے۔

یہودیت کی چند مزید اہم ربی خواتین میں درج ذیل خواتین کا نام اہمیت کا حامل ہے:

Hasidic Rebbe, Regina Jonas, Sally Priesand, Sandy Eisenberg

Sasso, Lynn Gottlieb, Amy Eilberg, Tamara Kotton, Sara Huwitz, Ragina Johas & Agudath Yisrael etc.

خواتین کی پاسبانی تخصیص اور مسیحی مسالک:

مسیحیت میں حضرت مریمؑ کے بعد مریم مگدلینی کو صحابیات میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپ کو تمام حواریوں کی طرح حضرت مسیح علیہ السلام پر پکا یقین تھا۔ وہ آپ علیہ السلام کے پاؤں کے پاس بیٹھ کر کلام سن رہی تھی۔ اس کی بہن مرتھا نے خدمت میں ہاتھ نہ بٹانے کی شکایت کی تو آپ علیہ السلام نے اس کے بارے میں بشارت دی کہ "مریم نے وہ اچھا حصہ چن لیا ہے جو اس سے چھینا نہ جائے گا"۔[8] مشکل دور میں قبر سے "آپ علیہ السلام کے دوبارہ جی اٹھنے کی یہ روایہ مسیحیت میں نمایاں مقام رکھتی ہے"۔[9]

مسیحی علماء نے دینی اشاعت و تبلیغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سینٹ پولس کے ایشیائے کوچک اور مشرقی یورپ کے سفر مسیحیت کے غیر سامی اقوام میں اشاعت کا سبب بنے۔ آپ کو خواتین و حضرات کا جابجا تعاون ملا۔ "کرنتھس میں اکولہ نامی یہودی آپ کے ساتھ ہولیا۔ وہ اور اس کی بیوی پرسکلہ اٹلی سے آئے تھے۔ پولس رسول کو یہ خاندان خیمہ بنانے میں اپنے ہم پیشہ ہونے کی وجہ سے عزیز تھا نیز ان میں دینداری بھری ہوئی تھی۔ پرسکلہ اپنے یہودی خاوند کی طرح پختہ ایمان والی عورت تھی۔ پولس کی دعوت پر یہ خاندان مسیحیت میں آگیا۔ جب خوش تقریر اور کتاب مقدس کا ماہر اپلوس افسس میں آیا تو دلیری اور روحانی جوش سے معبد میں بیانات دینے لگا۔ پرسکلہ اور اس کا میاں اسے اپنے گھر لائے اور زیادہ صحت سے اسے راہ خدا بتائی"۔[10] اسے حضرت مسیح علیہ السلام کے بلند مقام سے روشناس کرایا اور دینی اشاعت میں اپنا تربیتی حصہ ڈالا۔

رومی بادشاہت اشاعت مسیحیت میں بہت اہم ذریعہ بنی۔ مسیحیت قبول کرنے پر سیزر کے نئے دین کی خوب اشاعت ہوئی۔ تب مادر ملکہ کی بیت المقدس میں صلیب کی تنصیب اور کلیسا کی تعمیر کی آرزو نے مسیحیت کو استحکام بخشا۔ قسطنطنیہ میں آیا صوفیہ مشرقی آرتھوڈوکس کا مرکز رہا ہے۔ اس فرقے میں اب بھی خواتین کا پادری بننا ممنوع ہے۔ صحائف کی تعبیرات اور مقدس روایات کو گلے لگائے ہوئے کلیسائے مشرق اب بھی صرف مردوں کو پادری یا مبلغ بنانے کے اپنے مؤقف پر پُر عزم ہے۔ 11 Elisabeth Behr-Sigel پہلے خواتین کو پادری بنانے کے حق میں تھیں۔ ان کے مسیحی ہم مکتب مشرقی قدامت پسند ہیں جو آج بھی خواتین کو پادری بنانے سے اجتناب کرتے ہیں۔ دینی تحقیق کرکے وہ اس نتیجے پر پہنچیں کہ خواتین کے پادری بنانے کے خلاف تمام آرتھوڈوکس دلائل وراثت کی مضبوط جڑیں رکھتے ہیں۔[12]

مشرقی آرتھوڈوکس، رومن کیتھولک اور انگلیکن فرقوں کے بشپ پاسبانی یعنی پادری بننے یا راہبانہ خدمت کے خواہش مند افراد کی تخصیص کرتے ہیں۔ بشپ کی تخصیص آرچ بشپس کرتے ہیں۔ رومن کیتھولک کلیسا کے مطابق پاسبانی تخصیص تقدیس کی حامل سات پاک خدمات میں سے ایک ہے۔ مسیحیت میں برابری کی سطح پر خواتین کو پادری بنائے جانے کے حق میں تحریکیں چلتی رہی ہیں۔ خواتین کو دینی خدمات سے جوڑنے کے استدلال مسیحیت میں نمایاں ہیں اور نتیجہ یہ بتایا جاتا ہے کہ "ان خدمات سے خواتین کو گیارہویں اور بارہویں صدی میں الگ تھلگ کر کے ان کے ذہنوں سے یاد مٹانے کی دانستہ کوششیں کی گئیں۔ ابتدائی

صدیوں میں خواتین کو کئی منسٹریز میں مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ Episcopa میں خاتون بشپ اور پریسبیٹرا میں خاتون پادری بنائی گئیں اور خاص طور پر قرون وسطی کے ابتدائی دور میں خواتین دعائیہ کتاب پڑھنے کی ذمہ دار تھیں"۔[13]

برسٹل کے بشپ بیری راجرسن نے انجیلا برنرز ولسن کے سر پر ہاتھ رکھ کر پجاری کے عہدے پر کام میں روح القدس کی اعانت کی دعاء دی۔ جب برسٹل کیتھیڈرل میں بتیس خواتین پادری مقرر کی گئیں تو تاریخ رقم کرنے کا یہ ایک بہت ہی انگلیائی طریقہ تھا جس سے برطانوی چرچ میں بیس سالہ جدوجہد کا کامیاب اختتام ہوا۔[14] مسیحیت کے اینگلیکن مذہب میں Barbara Clementine Harris پہلی بشپ بنیں۔ چرچ آف سکاٹ لینڈ میں SheilaghKesting اور Lorna Hood منسٹر بنائی گئی ہیں ان میں Mary Levison پہلی منسٹر تھیں۔ امریکی لوتھرن ازم کے لوتھرن چرچ میں Elizabeth Platz پہلی خاتون پادری بنائی گئیں اور جرمن لوتھرن ازم کے ایونجلیکل لوتھرن چرچ میں Margot Käßmann بشپ رہیں۔ جمیکا کے جزائر کے یونائیٹڈ چرچ میں Adlyn White پہلی پادری تعینات کی گئیں اور پھر وہ چرچ کی ہیڈ بھی رہیں اور وہیں Madge Saunders نے پیرش پریسٹ کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ جرمنی کے بیپٹسٹ چرچ میں Regina Claas پادری رہیں۔ جرمنی کے میتھوڈیسٹ میں Rosemarie Wenner جب کہ Minerva G. Carcaño امریکہ میں بشپ رہیں۔

عصر حاضر میں مسیحی دینی علوم کا ادارہ Fuller دنیا میں مشہور ہے جہاں 1947ء سے جنسی تخصیص کے بغیر دینی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ خواتین شروع میں انفرادی دینی کورس کرتی تھیں پھر ان کے لیے Bachelor of Divinity کی ڈگری بنائی گئی جسے سب سے پہلے Helen Clark نے وصول کیا۔ پھر دینی علوم کی ماسٹر ڈگری کا پروگرام شروع کیا گیا۔ "اس ادارے کے تحت مدارس میں مردوں اور عورتوں کو چرچ کی مختلف وزارتوں کے لئے تیار کرنے کے لئے گریجویٹ تعلیم، پیشہ ورانہ ترقی اور روحانیت قائم کرنے کے لیے پرعزم کیا جاتا ہے۔ اس کی سرگرمیوں میں ہدایات، پوجا، عبادت، خدمات، تحقیق اور اشاعت شامل ہیں"۔[15]

رومن کیتھولک میں پادری بننے کی خواہشمند خواتین نے بالٹی مور میں 1975ء میں ایک کانفرنس منعقد کی۔ جمعہ کو جب کانفرنس شروع کی گئی تو ملک بھر اور یورپ، ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ سے دو ہزار سے زائد ننوں اور خاتون پادریوں نے اس میں شرکت کی۔[16] کیتھولک چرچ میں پوپ کی کمیونین میں ایک بشپ نے چیکوسلواکیہ کی Ludmila Javorová کا پادری رہنے کا دعویٰ پیش کیا جو مسترد کیا گیا۔ پوپ کی کمیونین رکھے بغیر Christine Mayr Lumetzberger, Sinéad O'Connor اور Mary Ramerman جیسی خواتین نے آزاد گروپ تشکیل دیے ہیں جن میں وہ خاتون پادری بنائے جانے کے لیے اقدامات کرتی ہیں۔

اینڈریا جانسن کے ماتحت نئے میلینیم کی ابتداء سے خواتین کو پادری بنائے جانے کی تگ ودو میں اضافہ ہوا ہے۔ ڈبلن آئر

لینڈ میں بین الاقوامی ویمن آرڈینیشن کانفرنس پانچ براعظم کے چھبیس ممالک کے نمائندوں کی منعقد ہوئی جسے رومن کیتھولک چرچ نے نن کو انتظام اور بینیڈکٹ سسٹر کو بنیادی تقریر سے بے سود روکنا چاہا۔ قرداد میں خواتین کی آرڈینیشن کا عالمی پیمانے پر عزم مصمم ظاہر کیا گیا۔[17]

خواتین کی پاسبانی تخصیص اور دین اسلام:

دین اسلام میں صحابیات کی تبلیغی و اشاعتی خدمات نمایاں ہیں۔ آپ ﷺ کی رفیقہ حیات اور چچا کی وفات کا سال عام الحزن تھا کیونکہ سابقہ انبیاءؑ کی طرح آپ ﷺ کو اسلامی تبلیغ واشاعت میں گھر سے بھرپور مدد ملی اسی وجہ سے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی شان سب سے بڑھ کر ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کو جنت کی خواتین کی سرداری کا منصب ملنے کا مژدہ سنایا ہے۔ حضرت عمر کے قبول اسلام میں بہن کا کردار بہت اہم ہے۔ آپ ﷺ کے مبارک دور میں مسلم خواتین مسجد نبوی میں عبادات کے لیے صف بندی کرتی تھیں اور درس سنتی تھیں۔ آپ ﷺ نے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے ذریعے مختلف قبائل میں عقد فرمائے۔ امہات المؤمنین کو فقہی مسائل میں خاصا عبور تھا اور آپ ﷺ کے ارشادات اگلی نسل تک پہنچانے کے لیے صحابیات راویہ بنیں۔

دین اسلام کی اشاعت میں خواتین کا کافی تبلیغی کردار رہا ہے۔ دینی تربیت اور عبادت الٰہی میں رغبت اور شوق پیدا کرنے کے لئے اگر عورتیں جمع ہو کر باہم باجماعت نماز ادا کریں تو اجازت ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابیات نماز میں امامت کراتی تھیں امام حاکم نے المستدرک میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے:

"أَنَّهَا كَانَتْ تُؤَذِّنُ وَتُقِيمُ وَتَؤُمُّ النِّسَاءَ وَتَقُومُ وَسْطَهُنَّ"[18]

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اذان دیتی تھیں، نماز کے لئے اقامت کہتی تھیں اور صف کے درمیان میں کھڑی ہو کر عورتوں کی امامت کراتی تھیں"۔

مجتہدین بتاتے ہیں کہ امامت کرانے والی خاتون صف کے درمیان میں کھڑی ہو گی، جیسا کہ صاحب ہدایہ کا کہنا ہے:

"ويكره للنساء أن يصلين وحدهن الجماعة... فإن فعلن قامت الإمامة وسطهن"[19]

"اکیلی عورتوں کا جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کی امام صف کے درمیان میں کھڑی ہو گی"

اسلام کی تبلیغ واشاعت میں جذبہ جہاد نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ جب صحابہ کرام نے روم وفارس کی مفتوحہ اقوام کو ظالمانہ شہنشاہیت سے نجات دلوائی تو اسلام کی سادہ تعلیمات اور مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق سے پسے ہوئے طبقے اسلام سے مشرف ہوئے۔ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت میں اہل اللہ نے بہت اہم کردار ادا کیا جن میں سے سید علی ہجویری اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔ اہل اللہ میں حضرت رابعہ بصری اوامر ونواہی کی تبلیغ میں مشہور ہیں۔ اسی طرح دیانتدار تاجروں نے اسلام کی تبلیغ واشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کی طبعی خصوصیات ان کے فرائض منصبی کے لحاظ سے متعین کی ہیں۔ عصر حاضر میں خواتین کو اندرون وبیرون خانہ ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ جن کو براہ راست مخاطب کرنے کے لیے علمائے کرام نے خواتین کے دینی مدارس قائم کیے ہیں۔

عہد حاضر میں خواتین کا پاسبانی تخصیصی نظریہ اور مغربی افکار:

یورپ میں رومن چرچ نے شہنشاہیت کے ساتھ مل کر اقتدار کے مزے لوٹے۔ مسیحی دیندار طبقے کی چیرہ دستیوں کے رد عمل میں جدیدیت کا انقلاب آیا جس کے اثرات دور رس تھے۔ اب بھی مغرب میں سوال اٹھ رہے ہیں کہ سینٹ پال نے کلیسا میں تعلیم دینے والی خواتین پر اعتراض کیوں کیا؟ الٰہی معیشت میں مردوں اور عورتوں کے کام اور کردار میں اس کے لیے زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ مرد اور خواتین عجیب اور انفرادیت کے حامل ہیں اور اس طرح یہ الگ الگ کردار اور افعال کے لیے موزوں ہیں۔ ہر ایک میں انوکھا ٹیلنٹ موجود ہے۔[20]

مغربی جدید افکار کے بارے میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن رقمطراز ہیں:

"سولہویں صدی کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک سے جس دور نو کا آغاز ہوا اس نے ایک طرف یورپ کو قوت وشوکت کی راہ پر ڈالا تو دوسری طرف عیسائیت کو شکست سے دوچار کیا اب جو نئی تہذیب ابھری اس کی بنیاد ہیومنزم، سیکولرازم، میٹریل ازم، کیپیٹل ازم، لبرل ازم اور ایمپیریلزم پر رکھی گئی تھی جس نے تہذیب کو الحاد اور عقل وحس کی برتری کی بنیاد پر اٹھایا اور مذہب کو نوں کھدروں میں جا چھپا۔"[21]

یورپ کی ترقی سے نوآبادیاتی نظام کی ابتداء ہوئی جس نے امتِ مسلمہ میں فکری ہلچل مچادی۔ آزادی کے بعد بھی مسلم ممالک میں حقوق نسواں کی تحریکیں بہت فعال ہیں جیسا کہ پاکستان میں این جی اوز، وکلاء اور تجدد پسندی کی رہنماء عاصمہ جہانگیر کے جنازے میں ایک ہی صف میں مرد وزن کے مخلوط کھڑے ہونے سے واضح ہوتا ہے۔ غیر سرکاری تنظیمیں فلاحی کاموں اور عوامی بہبود کیلئے بنائی جاتی ہیں تاکہ حکومتوں کی ترجیحات میں نہ آنے والی سکیموں پر عملدرآمد کر کے عوام کو سہولت بہم پہنچائی جائے۔ ان کی ابتداء خفیہ تنظیموں کے طریقہ کار پر رکھی گئی ہے جن کے حالت واشگاف کرتے ہوئے بشیر احمد کہتے ہیں:

"مغرب میں آزادی اور جمہوریت کے نام پر جو یہود ماسونی معاشرہ تشکیل پاچکا ہے اس کو سول سوسائٹی کا نام دیا گیا ہے۔ این جی اوز وہی کام کر رہی ہیں جو کسی زمانے میں فری میسنری نے لاج کے خفیہ پردوں کے پیچھے کیا۔ یہ تنظیمیں مؤثر قوت بن کر ابھر رہی ہیں گزشتہ صدی میں صیہونی سامراجی مقاصد کی تکمیل فری میسن کٹھ پتلیوں کے ذریعے کی گئی جن کو اپنے اصل آقاؤں اوران کے مذموم مقاصد کا کوئی علم نہ تھا۔ ایسی ہی صورتحال این جی اوز نے پاکستان میں پیدا کر رکھی ہے۔ یہ سماجی ملٹی نیشنل کارپوریشن ہیں جن کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے مؤثر قانون بنانے اور اس پر عمل درآمد کرنے کی سخت ضرورت ہے۔"[22]

حقوق نسواں اور حقوق انسانی کے نعرے لگاتی فلاحی تنظیموں کے لیے فنڈز بیرون ملک سے آتے ہیں۔ فنڈ کے حصول کے لیے یہ تنظیمیں ملکی قوانین اور حب وطن کے تقاضوں کو فراموش کرکے بیرونی آقاؤں کی رضا کے حصول میں لگ جاتی ہیں۔ امت مسلمہ کا ایک گروہ مغرب کی نقالی میں بہت زیادہ آگے بڑھ گیاہے۔ مسلم ممالک میں مغربی اثرات تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ عورت کی عورتوں کے لیے امامت سے بڑھ کے بات مردوعورت مقتدیوں کی خاتون امام تک چلی گئی ہے۔ ترکی مسلم ممالک میں جدیدیت کی مثال بناکر پیش کیا گیا تھا جس کے پندرہ صوبوں میں خواتین نائب مفتی تعینات کی گئی ہیں جو آئمہ مساجد کی نگرانی بھی کرتی ہیں اور وہاں سینکڑوں خواتین کو واعظہ کی تربیت دی گئی ہے۔

اقلیتی معاشروں میں مسلم خواتین کی پاسبانی تخصیص کے مغربی اثرات:

مغرب کی ہمنوائی میں عورت کی عورتوں کے لیے امامت سے بڑھ کے بات مردوعورت مقتدیوں کی خاتون امام تک چلی گئی ہے۔ مسلمانوں کی کم شرح والے ممالک میں یہ مسائل بڑھ رہے ہیں۔ چین کی اکثریتی ہوائی نسل کے مسلمان خواتین کو امام بنالیتے ہیں جبکہ ایغور اقلیتی نسل کے مسلمان عورتوں کی الگ مساجد میں خاتون اخوند کے نام سے امام بناتے ہیں۔ ڈنمارک کے شہر کوپن ہیگن کی مریم مسجد میں صرف خاتون امام ہوتی ہے۔ مردوں کو بھی پنجگانہ نماز پڑھنے کی اجازت ہے لیکن جمعے میں صرف خواتین جمع ہوسکتی ہیں۔

"نیویارک میں عورت کی امامت کی علمبردار ایک بھارتی نژاد امریکی صحافی خاتون" اسراء نعمانی نے نماز جمعہ کی امامت کی جو مارگن یونیورسٹی کی علمی سرگرمیوں میں متحرک ہے اور اس کے حلقہ احباب میں یہودی پروفیسر ہیں"۔ 23 اسراء نعمانی کے یہ اقدمات تحریک نسواں اور مساوات مردوزن کی مغربی فکر اپنانے کا نتیجہ ہیں۔ یہ بن بیاہی ماں اپنے نوزائیدہ بیٹے شبلی کے ہمراہ حج کا عزم کیے ہوئے ہے جس کی ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ محرم کے بغیر سفر میں اسے حضرت ہاجرہؑ کی مثال سوجھتی ہے۔ 24 اسی طرح "جمیتھا ٹیچر کیرالہ میں قرآن سنت سوسائٹی کی سیکرٹری ہے جس نے 2018ء کے بھارتی یوم جمہوریہ پر سوسائٹی کے دفتر میں خواتین وحضرات کی جمعے کی نماز کی امامت کرکے تاریخ رقم کی"25

کینیڈا میں غزالہ انور، مریم مرزا عید کا دوسرا خطبہ دیتی ہیں اور یاسمین شدیر نے عشاء کی جماعت کی امامت کی ہے۔ ٹورنٹو کے نور کلچرل سنٹر میں جمعہ کا انتظام کیا جاتا ہے جہاں دوسری اذان ایک خاتون دیتی ہے اور وہاں فرحت رحمٰن اور زینب نامی خاتون آئمہ دونوں خطبے دے چکی ہیں۔ جنوبی افریقہ میں شمیمہ شیخ امامت کرتی رہی ہیں۔ اس کی وصیت کے مطابق اس کی دوست فرخانہ اسمٰعیل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جو اس سے قبل ایک نکاح پڑھانے میں سبقت لے چکی ہیں۔ ڈاکٹر لبنٰی ندوی، زیتون سلیمان، فاطمہ سیدات، فاطمہ ہینڈرکس، ڈاکٹر مریم سیدات اور زلیخا میات عید کا خطبہ پڑھا چکی ہیں۔ ڈاکٹر سعدیہ شیخ مخلوط مقتدیوں کو جمعے کا خطبہ اور نماز پڑھا چکی ہیں۔ امریکہ میں غزالہ انور، آمنہ ودود، ناکیہ جیکسن نے عید کی نماز کی امامت کی اور لاری سلورز نے خطبہ دیا اسی طرح امام داعی عبد اللہ اور امام پامیلا ٹیلر اپنی منفرد پہچان رکھتی ہیں۔ برطانیہ میں مذہبی سرگرمیوں میں راحیل رضا سبقت لے گئی

ہیں۔

دینی حدود میں خدمات اہم اور مثبت ہے لیکن شعائر اسلام کا مذاق اڑانے کا وطیرہ کسی فتنے سے کم نہیں ہے۔ علامہ اقبال کہتے ہیں:

سن اے تہذیب حاضر کے گرفتار غلامی سے بتر ہے بے یقینی[26]

خلاصہ:

پاسبانی تخصیص کے بارے میں نظریات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کی تبلیغ واشاعت میں سامی ادیان میں دینی امور کی قیادت اور دینی علوم کی اشاعت کی بابت پوری تاریخ میں مختلف اور نمایاں صورتیں رہیں۔ یہودیت میں اس سو سال قبل پاسبانی تخصیص پر عمل تقریباًنہ ہونے کے برابر تھا، دین کی ترویج کاربیوں کے ذریعے ہوتی تھی اور تمام اہم امور انہی کے ذریعے سرانجام دیئے جاتے تھے۔ اس تحریک کی ابتداء اور مختلف مراحل کے بعد 1983ء میں خواتین کو دین کی ترویج کا باقاعدہ حق دیا گیا اور پاسبانی تخصیص حاصل کرنے والی پہلی خاتون ایمی آئلبرگ Amy Eilberg بنیں۔ مسیحیت میں پاسبانی تخصیص میں خواتین کی بابت دوآراپائی جاتی ہیں، بعض کے نزدیک پاسبانی تخصیص مرد وعورت دونوں کے ساتھ خاص ہے، یہی وجہ ہے کہ مردوں کی طرح عورت کی بھی مکمل اصلاح اور دین کی ترویج کے لیے خود کو وقف کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور کلیسا میں رہ کر دین کی ترویج وتبلیغ کا حق دیا جاتا ہے اس کے لیے مختلف رسوم بھی ادا کی جاتی ہیں، جیسے Elisabeth Behr-Sigel پہلے خواتین کو پادری بنانے کے حق میں تھیں۔ ان کے مسیحی ہم مکتب مشرقی قدامت پسند ہیں جو آج بھی خواتین کو پادری بنانے سے اجتناب کرتے ہیں۔ دین اسلام دین کی ترویج میں [پاسبانی تخصیص میں] راہ اعتدال کا رستہ اپناتا ہے، عورت کو دین اور اسلامی احکام کی ترویج کی اجازت بھی دیتا ہے، دین اسلام میں اس کے اصول وضوابط متعین کرتا ہے، جن کی پاسداری لازم ہے۔ نہ عورت کو مخصوص عمل سے گزر کرنن بننے وغیرہ جیسے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ دین متین کی تعلیم حاصل کرکے عورتوں میں یا باپردہ طریقہ سے مردوں تک اُسے پہنچانے کا علم اسلام کے عہد اول سے ملتا ہے، البتہ پاسبانی تخصیص میں قیادت وسربراہی کے معاملہ میں مرد کو فوقیت دی گئی ہے۔ دین اسلام کے بہت سے اہم امور میں مرد وعورت کی موجودگی میں عورت کی امامت یا سربراہ کو جائز قرار نہیں دیا گیا۔ عہد حاضر میں مرد اور عورت کے لیے مساوات یا برابری کا نعروں اور مسلم امہ کے فکری انحطاط اور مغرب سے مغلوبیت کے سبب مسلمہ امور میں شگاف کرنا، اُن کی بے توقیری کرکے اُمت کو اُن سے دور کرنا ہے، انہی میں ایک مسئلہ نماز میں مرد کی امامت کا ہے۔ مسلم امہ میں جہاں امامت کے ذمہ داری عورت کے سپرد کی گئی، وہ دینی حدود کو نظرانداز کیا جارہا ہے، وہ محض مغرب کی نقالی اور حب دینی اور وطنی کو فراموش کرکے بیرونی آقاؤں کی رضا اور مالی ودنیاوی مفاد کے حصول کو ذریعہ ہے۔ پاسبانی تخصیص کے عصری نعروں اور کاوشوں میں یہ بات شامل ہے کہ دینی اور مذہبی امور کی بجاآوری میں مرد وزن کو ایک صف میں کھڑا کیا جائے، جو کام مرد بحیثیت پیشوا یا امام سرانجام دے سکتا، وہ عورت بھی کرسکتی ہے، اس امر کا جائزہ لیا جائے تو یہ فطرت اور الہیٰ معیشت کے خلاف ہے، رب

کائنات نے ہر ایک میں مختلف صلاحیتیں رکھی ہیں۔ مرد و خواتین کے الگ الگ امور اور فعال تجویز فرمائے ہیں، جو کہ شخصیت کے عین موافق ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ باہمی افہام و تفہیم کو فروغ دینے اور خواتین کی تنظیم پر متنوع نقطہ نظر کا احترام کرنے کی غرض سے بین المذاہب مکالمے اور تعاون کی فضاء کو پروان چڑھایا جائے۔ خواتین کو اپنی مذہبی برادریوں میں تبلیغی کردار ادا کرنے کے لیے بااختیار بنایا جائے اور اس کے لیے مذہبی، تعلیمی اور تربیتی پروگراموں کی حمایت کی جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] یوسف ظفر، یہودیت تاریخ، فطرت اور عزائم، احمد پبلی کیشنز لاہور، 2009ء، ص 127

[2] خروج 28:41، 29:29-46، 30:30

[3] Thomas Richards, Dr. The Baptist Quarterly, Retrieved April 20, 2019, from https://biblicalstudies.org.uk

[4] قضاۃ: 4:4۔5

[5] سموئیل اول: 28:7۔25

[6] Sachar, Howard M. A History of the Jews in America, Retrieved April 20, 2019, from*https://www.amazon.com/History-Jews-America-Howard-Sachar/dp/0679745300*

[7] Saad Jafar and Dr. Abdur Rasheed, Oral Traditions and their Legal Status in Judaism: An Analytical study" JICC: 3 no, 1 (2020): 442-452

[8] لوقا 42:10

[9] لوقا: 10:24

[10] اعمال 26:18

[11] Jaffar, Saad, Asia Mukhtar, Sardar Muhammad, and Muhammad Ayaz. "The Concept Of Human Equality: A Comparative Study In The Light Of The Qur'an And The Bible." *Webology* 19, no. 3 (2022).

[12] Sigel, Elisabeth Behr, Woman, Women, and the Priesthood, Retrieved April 20, 2019, from *https://www.sarahhinlickywilson.com*

[13] Gary Macy, The Hidden History of Women's Ordination, Retrieved April 20, 2019, from *https://www.amazon.com*

[14] Retrieved April 20, 2019, from https://www.independent.co.uk/news/send-down-your-holy-spirit-upon-your-servant-angela-history-is-made-as-the-church-of-england-ordains-1428835.html

[15] Jaffar, Saad, and Abdul Rasheed Qadri. "An Overview of Fundamental Articles in Talmūd (Mishnā) متن التلمود (مشنہ) کے اساسی مضامین کا اجمالی جائزہ." *IHYA-UL-ULUM* 20, no. 2 (2020).

[16] George Vecsay, Women's Ordination Grows As a Major Religious Issue, The New York Times, Nov 12, 1978, Retrieved April 20, 2019, from https://www.nytimes.com

[17] Encyclopedia of Women and Religion in North America, Indiana University Press, Bloomington and Indianapolis, Vol 2 , p 958

[18] حاکم، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ، النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، قدیمی کتب خانہ، کراچی، س ن، ج 1، ص 320، حدیث رقم: 731

[19] مرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر، برہان الدین، الہدایہ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1995ء، ج 1، ص 56

[20] M. Ashton, Women Priests? The Bible Answer to the Current Debate, Christadelphian, Birmingham, 2003, p 2.

[21] فضل الرحمٰن، ڈاکٹر، اسلام اور جدیدیت، مشعل بکس، لاہور، 1998ء، ص 8

[22] بشیر احمد، فری میسنری، اسلامک سٹڈی فورم، راولپنڈی، 2001ء، ص 289

[23] طیبہ ضیاء، وقت خود بتائے گا، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، 2010ء، ص 24

[24] *Asra Nomani, Standing Alone: An American Woman's Struggle for the Soul of Islam, Harper Collins Publishers*

[25] *Meet Jamitha Teacher India's first woman imam, Retrieved May 16, 2019, from https://www.indiatoday.in*

[26] محمد اقبال، علامہ، بال جبریل، ذکاء پبلشرز، لاہور، ص 45